Registered. No. L. 89.

چھپا نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۳) — مطبوعہ ۱۸ اگست ۱۸۹۹ء بروز جمعہ — جلد (۲۷)

گلدستۂ اخبارات

سلطان ٹرکی نئے جنگی جہاز بنوا رہے ہیں۔ ایک عظیم جہاز ۴۰۰ فٹ لمبا دو اور جنگی جہاز دو تارپیڈو کشتیاں اور ایک تیسرے قسم کا زبردست جہاز تیار کیا گیا ہے۔ یہہ سب سامان بحری ہے۔

برٹش رائل سوسائٹی کے پریسیڈنٹ کو قطب جنوبی کی تحقیقات کے لئے چھ لاکھ کی سرکاری مدد ملیگی ۞

کوہ مری کی ترقی سے متعلق ۳۰ تجاویز زیر غور میونسپل ہیں۔ ایک یہہ کہ برقی روشنی کی جاوے۔ ممکن ہے ۞

رنگون میں برمی عورت کی بے عصمتی کا مقدمہ سات فوجی گوروں پر ستمبر میں سشن فوجداری میں پیش ہوگا جس رجمنٹ کے گوروں نے یہہ بُرا کام کیا وہ رجمنٹ رائل وسٹ کنٹ ۲۵ ستمبر کو وہاں سے عدن بدل جائیگی +

سررشتہ تعمیرات ہند کے شعبہ آبپاشی سے پچھلے سال ۹۹-۱۸۹۸ء میں خالص آمدنی ۲ کروڑ سے اوپر ہوئی +

شملہ میں مکان وائسریگل لاج میں برقی روشنی کے سامان کی تجدید ہوگی۔ اس پر ۹۶ ہزار صرف ہوگا۔ شملہ میں گورنمنٹ چھاپہ خانہ میں بھی برقی روشنی ہوگی ۞

تجویز ہے کہ سررشتہ پولیس کے افسروں کے قبائل کے فائدے کے لئے ایک پراویڈنٹ فنڈ قایم کیا جاوے ۞

سرحدی خرابی کا جدید انتظام مشتہر کیا گیا۔ درہ خیبر میں آیندہ فوج نہ رکھی جاویگی۔ لنڈی کوتل کی سرائے کو محفوظ کریں گے۔ ۱۲۰۰۰ فوج لیوی کے ۲ بٹالین بھرتی ہونگے ۲ انگریز افسر رہیں گے۔ چترال کی فوج تخفیف ہوگی اب دروش میں فوج رہیگی اور یہاں فوج لیوی بھرتی کرینگے۔ یہہ فوج انظام مہتر چترال کے ماتحت ہوگی۔ تنخواہ خزانہ سرکار سے ملیگی۔ قلعہ چترال آراستہ رہیگا۔ چترال کا دوسرا رستہ براہ گلگت بھی صاف کیا جاویگا کہ مزید قابو سے کام بنا رہے۔ پشاور سے جمرود تک ریل بنیگی۔ نوشہرہ سے درگاہی تک بھی۔ درہ خیبر میں ریل نہ لیجاوینگے کوہ سمانہ اور وادی کورم میں مقامی فوج بھرتی ہوگی اور انگریز افسروں کے ماتحت رہیگی۔ میرانزئی میں چھاونی ٹریگی کوہاٹ تک ریل بنیگی بنوں۔ ڈیرہ اسمعیل خان میں نگرانی ہوگی۔ وزیرستان کو شمال و جنوب سے بذریعہ مقامی فوج کے قابو رکھیں گے مگر ابھی غور سے سوچا گیا ہے ۞

شملہ کے اجلاس کونسل آئین ہند میں ۲۵ اگست کو کرنسی کمیشن کا مسودہ پیش کیا جاویگا ۞

احمد آباد سے کئی مسافران ریلوے جیپور میں روکے گیے جو طاعون میں مبتلا پائے گئے ۞

سلطان ٹرکی کو خیال پیدا ہوا کہ ان کے ایشیائی صوبجات میں بھی بڑی قیمتی کھانیں ہیں اور انہوں نے ان معدنیات کو دیکھ بھال کیلیے ایک ٹکنیکل کمیشن کھڑی کی ہے جو ایشیائی صوبجات عثمانیہ کی اراضیات عربستان وغیرہ کا بخوبی امتحان کریگا سکے تین ممبر ہیں

۸ اگست کو لندن سے خبر آئی ہوس آف کامنز میں ہندی بجٹ پیش ہوا۔ وزیر ہند نے تقریر کی۔ فرمایا کہ ہندوستان میں اتنی عظیم بچت امسال ہوئی کہ برٹش حکومت سے اب تک کبھی نہ ہوئی تھی جو لوگ کہتے ہیں کہ انگریزی حکومت سے ہند کا کچومر نکل رہا ہے ان کو کہا کہ دیکھیں اور بتلائیں فرمایا کہ سنجیدہ مسماے حل طلب یہہ ہے کہ ہندی آبادی سرعت سے اضافہ ہو رہی ہے اس کا علاج بتلایا کہ ملک میں ریلوے وانہار پھیلائیں اور تعلیم میں ٹکنیکل طریق کریں۔ ہندوستان کے وسایل کو بڑھائیں خصوصاً معدنیات کو جس میں عظیم گنجایش ترقی کی ہے ۞

لاہور میں انتظام ڈاک میں ترقی ہونے والی ہے ہر روز عنقریب سولہ دفعہ ڈاک تقسیم ہوا کریگی ۞

میانمیر میں ہیضہ ہے۔ ۱۰ واں رسالہ بنگالہ باہر کیمپ میں رکھا گیا۔ وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ اب تک ۵۳ واردات اور ۱۵ فوتیاں ہوچکی ہیں ۞

بنگالہ میں حکم ہوا قانون امتحان مختاری میں وہی شریک ہوسکیگا جو انٹرنس پاس ہوگا ۞

ممالک مغربی و شمالی میں سرکاری حکم ہوا محرر اور دیگر ادنیٰ تعلیم کے ملازم ۲۵ روپیہ ماہوار سے زیادہ تنخواہ نہیں پاسکیں گے ۞

کلکتہ میں نہایت خوف ہے کہ دریاے ہوگلی میں ۲۲ و ۲۳ تاریخ کو سخت طغیانی آنے والی ہے کئی بازاروں میں اندیشہ ہے کہ پانی آجائے اتنی بڑی طغیانی کئی سال سے نہ آئی ہوگی ۞

۱۱ اگست کو خبر آئی زار روس کی ناامیدیوں پر عام خیال پھیلا ہے وجوہات پر غور کررہے ہیں سارٹیونکی دستگیری کے لئے زار نے ۵ لاکھ روبل جیب خاص سے دیا تھا وہ سب خورد برد ہوا ان کو کچھ نہ ملا۔ قدیم روایت بھی انکو کھارہی ہے اور امن کنفرنس کی مایوسی سے

ایڈیٹوریل نوٹس

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ ایڈیٹر

ایڈیٹوریل کارسپانڈنٹس:
پادری ایچ۔ گولکناتھ صاحب۔ پادری غلام مسیح صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے۔ پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب
پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکرداس صاحب۔ پادری جیل سنگھ صاحب
مسٹر الشیع ناصر صاحب۔ مسٹر مسیح الدولہ صاحب
پادری کدارناتھ صاحب منت

ظاہری دینداری

دو امور انسان کے مدِنظر ہیں۔ اوّلاً دین۔ ثانیاً دنیا۔ اور انسان کے تمام کام جو کچھ وہ اپنی زندگی کے متعدد برسوں میں کرتا ہے۔ ان دونوں باتوں سے متعلق ہیں۔ اور اس میں بھی کچھ حقیقت ہے کہ انسان اول الذکر سے زیادہ موخر الذکر کو عزیز جانتا ہے اور یہہ بھی انسان کے کوتہ اندیش ہونے کی دلیل کافی ہے۔ مگر تاہم اگر سچ پوچھو تو اعزدینی ہی اس کے عزیز و مرغوب چیز ہے۔ اور دین و ایمان انسان کے تمام کاموں پر ترجیح رکھتا ہے۔ اس لئے تمام مذاہب میں ہادیان دین کی عزت و حرمت بڑی خاطر سے کی جاتی ہے۔ اور ان کی تعظیم حاکمان وقت سے بھی بڑھکر مانی جاتی ہے۔ اور چونکہ دینی ریت و رسوم کا ادا کرنا ان کا کام ہوتا ہے اور دوسرے لوگ بڑے غور و فکر سے اُن کو تکتے ہیں اور اُن کے چال و چلن کی نقل کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے شخصوں میں اگر ظاہری دینداری ہو تو اس کا اثر دوسرے لوگوں پر بُرا ہوگا اور وہ ظاہرا دینداری پوشیدہ نہ رہیگی بلکہ اُس کے کام اس کو ظاہر کردیں گے۔ تب وہ لوگوں کی نظروں میں ہلکا ٹھہریگا۔ ایسے لوگ تمام مذاہب میں پائے جاتے ہیں ہندو۔ مسلمان۔ سکھوں اور عیسائیوں میں بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کے وقت میں قوم یہود میں ایسے لوگ پائے گئے اور اس نے اُن کو بڑے عمدہ ملامتی وعظ سنائے جو اناجیل اربعہ میں پائے جاتے ہیں حقیقت میں ایسے لوگ ملامت اور سرزنش کے لائق ہیں۔ اور اگر سچ پوچھو ایسے لوگ دین کی ترقی کرنے کا وسیلہ ہونے کے بجائے دین کے خراب کرنے والے ہیں۔ اور ایسوں کے دیکھنے سے لوگ بھی ریاکار اور مکار بن جاتے ہیں۔ یہہ امر افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ تمام دینوں میں ظاہر پرست پائے جاتے ہیں اور حقیقت میں اس مذہب کی کوئی بات اُن کے دل میں نہیں ہوتی اور صرف دوسروں کو دکھلانے کے لئے ظاہری دینداری رکھتے ہیں۔ ایک پنجابی مثل کیا ٹھیک ہے جو بطور دوہے کے کہی گئی ہے ؎

کہتے ہیں اور کرتے نہیں منہہ کے بڑے لبار
آخر دھکا کھاوینگے صاحب کے دربار

مطلب ہے کہ ریاکار جو کہتے ہیں پر عمل نہیں کرتے خدا کی حضوری میں سزا پاوینگے۔

اگرچہ دینی معاملے میں ریاکاری ایک بڑا بھاری عیب ہے لیکن دنیا کے مال و دولت اور عزت کمانے کے لئے یہہ ایک بڑا آلہ ہے مثل مشہور ہے ؎

"روٹی کھائے شکر سے اور دنیا کھائے مکر سے"

یعنے مکر و ریاکاری سے دنیا خوب حاصل ہوتی ہے۔ لیکن یہہ امر زیادہ تر خطرناک ہے کہ کوئی شخص دین کی آڑ میں ہوکر اور دھوکے کی ٹٹی بنکر جہنم کے عذاب میں جا پڑے اور دین سے اس کو مطلق فایدہ نہ ہو۔ وہ دنیا کو تو حاصل کرے مگر اپنی قیمتی جان کو ضایع کر ڈالے۔ اور آخر کو خدا کے روبرو مستوجب سزا کے ٹھہرے۔ اور لوگوں کے سامنے ذلت اور شرمندگی اُٹھاوے۔ جب وہ دیکھے کہ وہ لوگوں کا ہدایت کرنے والا اور سکھلانے والا ہوکر تو دوزخ میں جاتا ہے اور وہ لوگ جنکو وہ تعلیم دیا کرتا تھا بہشت کے وارث ٹھہرتے ہیں اس کو یہہ حالت دیکھکر کیسی شرمندگی اور ندامت ہوگی۔ اس لئے اب ضرور ہے کہ ظاہرا دینداری اور ریاکاری سے لوگ پرہیز کریں۔ اور سچے مذہب کے پیرو ہوکر صدق دلی اور سچائی کے ساتھ اصل اور حقیقی دینداری کے راہ پر چلنے والے ہو جاویں۔

کلام الہی میں مرقوم ہے کہ شیطان بھی اپنی شکل کو نور کے فرشتوں سے بدل ڈالتا ہے ۲ قرنتھیوں ۱۱: ۱۴۔ لیکن اس فعل سے وہ بہشتی نہیں بن سکتا وہ ابدی دوزخی ہے۔ اسی طرح ریاکاری کی دینداری رکھنے والا شخص دوزخی ہے وہ کبھی بھی جنتی نہیں ہوگا اے ریاکارو بیدار ہو جاؤ کیونکہ تمہاری ریاکاری کالی رات کے اندھیرے کی طرح دن کے نمودار ہوتے ہی معدوم ہو جاویگی اور اس کے بعد افسوس اور رنج کے سوا کچھ ہاتھ نہ آویگا۔ مگر ابھی تو وقت ہے باطنی دینداری جو خدا چاہتا ہے اختیار کرلو تو دین کے تمام کام کامیابی کے ساتھ تمہارے وسیلے سے بخوبی انجام پاویں گے تم خود بھی مبارک ہوگے اور دوسروں کے لئے برکت کا سبب ہوگے اور آخر کو بھی شرمندہ نہ ہوگے بلکہ خوش و خرم ہوکے بہشتی ہوگے ؁

واعظاں کہ جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

مسیح کی تعلیم

بقیہ ساتواں باب

مسیح کی تعلیم اپنی بابت

پھر یوحنا ۱۲: ۴۹ "کیونکہ میں نے تو آپ سے نہیں کہا بلکہ باپ نے جس نے مجھے بھیجا مجھے فرمان دیا کہ میں کیا بولوں اور میں کیا کہوں" اور یوحنا ۵: ۴۳۔ "میں اپنے باپ کے نام سے آیا ہوں" مسیح یہہ بھی بیان کرتا تھا کہ میں گویا ایک سچا بیٹا ہوں جو باپ کے نمونہ پر برابر چلتا اس کی طرف نظر لگاتا اور باپ کی باتیں سنتا تھا۔ اور باپ کی بابت کہتا کہ وہ اپنے پیار کے سبب سے سب کچھ بیٹے کو ظاہر کرتا اور سب سے اعلیٰ قدرت اس سے دریغ نہیں کرتا جیسا یوحنا ۵: ۲۰، ۲۲، ۲۶ میں مرقوم ہے۔ سوال لازم کرتا ہے کہ مسیح نے کس غرض سے آدمیوں کے آگے جو اس کے دشمن تھے ایسا صاف اقرار کیا؟ البتہ اس کا اول ارادہ یہہ تھا کہ وہ دلوں میں اس کی تعلیم سے قایل ہو کے نجات پاویں یوحنا ۵: ۳۴۔ اس لئے اُس نے خدا کے بیٹے کا دعویٰ کرکے یہہ ثبوت صاف اور قوی طرح سے سبھوں کے آگے پیش کیا کہ میں خدا کے ساتھ ایک حقیقی اور مستقل فرزندی شراکت ایسی رکھتا ہوں جو جھوٹی نہیں ہو سکتی اس کی حقیقت کی دلیل اس کی خوبیوں پر موقوف تھی وہ گویا اپنے فرزندی جلال کا نور کرن بکرن اُن پر چمکا دیتا تھا اور اگر وہ طرفداری کی تاریکی میں بالکل نہ گرفتار ہوتے تو ان کو جلدی ثابت ہوتا کہ مسیح کا اقرار دل کا اقرار تھا اور وہ بھی اس کا جلال ایسا روحانی اور دل پسند دیکھتے کہ وہ اپنا ایمان اُس پر رکھتے

پھر مسیح کا دعویٰ کہ وہ "خدا کا بیٹا" تھا ایک لاثانی مراد رکھتا ہے۔ بیشک مسیح اپنی شراکت کے بتانے میں بہت سی باتیں بیان کرتا جن کی بابت ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے لئے ایسی شراکت ممکن ہے اور خدا کے سارے سچے فرزند اپنی زندگی کی تجربہ کاری میں اُن سے واقف ہو جاتے ہیں ؛

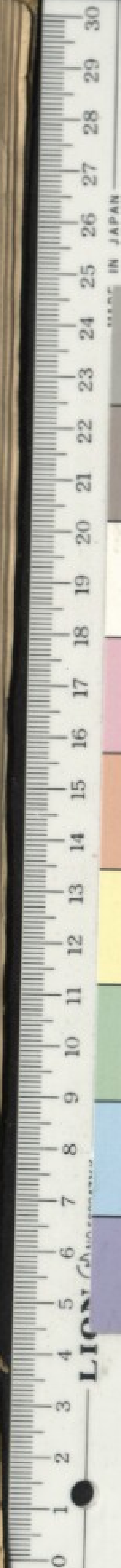
لیکن مسیح کی فرزندی شراکت میں اس قدر تفاوت رکھتی ہے کہ وہ کامل اور بھرپور اور گناہ کے داغ اور عیب سے آزاد تھی۔ مسیح کو یقین تھا کہ سب کچھ جو وہ کرتا تھا خدا کی مرضی کے مطابق تھا یوحنا ۸: ۲۸ "میں آپ سے کچھ نہیں کرتا مگر جو میرے باپ نے مجھے سکھلایا میں وہ باتیں کہتا ہوں۔ مسیح کو پورا الیقین تھا کہ اس شراکت میں کوئی حد نہیں ہے" "قادر مطلق اور اس کے درمیان کسی طرح کی جدائی یا پردہ نہیں تھا" جیسا یوحنا ۸: ۲۹ "جس نے مجھے بھیجا میرے ساتھ ہے۔ باپ نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا کیونکہ میں ہمیشہ ایسے کام کرتا ہوں جو اسے خوش آتے ہیں" اسی سبب سے مسیح اپنے کو "خدا کا ایک خاص بیٹا" یا "وہی بیٹا" کہتا ہے۔ ایک بے نظیر مراد سے وہ "خدا کا بیٹا" ہے کیونکہ وہ اپنی کامل شراکت سے پورے طور سے واقف تھا اور ہمیشہ اس شراکت کی تابع میں اپنی زندگی بسر کرتا تھا۔ لیکن اس وقت ایک اور بھاری سوال ہمارے دل میں آتا ہے جو یہہ ہے۔ "کیا مسیح اپنے بیٹے پن کے لاثانی عہدہ کا کسی دوسرے سبب سے دعویٰ کرتا تھا؟ کیا وہ نہ صرف اپنے کو حقیقی اور کامل بیٹا مگر ابدی بیٹا بھی سمجھتا تھا؟ کیا وہ اپنی تعلیم کی کسی جگہہ میں اپنی سابق الوجودی یا وجودی کا دوام باخدا باپ کے ساتھ برابری کا دعویٰ پیش کرتا تھا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اور آدمیوں کی بہ نسبت وہ دوسری طرح سے خدا کا بیٹا تھا کیونکہ اس کی کامل رفاقت میں کچھ خلل یا کمی گناہ کے وسیلہ سے نہیں پڑی اور ہمیشہ باپ اور بیٹے کے بیچ پورے طور سے وہی رفاقت میں بنی رہی۔ ویسی عجیب شراکت کے بیان میں یہہ معلوم ہوتا ہے اور ایمانداروں کا ایمان اس بات کو قبول کرتا ہے کہ مسیح باپ کے ساتھ ایک ہی ذات رکھتا ہے اور ابدی وجود میں ایک ہی ہے لیکن کیا مسیح خود ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ نہیں؟ انجیل کے اس دعوی کے مطابق ہم یہاں دو چار آیتیں درج کرتے ہیں جو ہماری سمجھ میں دعوے کا ثبوت پہنچاتی ہیں۔ کیا مسیح اس بات میں اپنی پیش ہستی کا دعویٰ نہیں کرتا تھا جب اُس نے کہا کہ (یوحنا ۱۶: ۲۸) "میں باپ سے نکلا اور دنیا میں آیا ہوں پھر دنیا سے رخصت ہوتا اور باپ پاس جاتا" ہم یقین کرتے ہیں کہ اُس کی پیش ہستی کی دلیل اس آیت میں پائی جاتی ہے یعنے (یوحنا ۱۷: ۵) "اے باپ اب تو مجھے اپنے ساتھ اس جلال سے جو میں دنیا کی پیدائش سے پیشتر تیرے ساتھ رکھتا تھا بزرگی دے" اور (یوحنا ۱۰: ۳۰) "میں اور باپ ایک ہیں" لیکن شاید کوئی سمجھے کہ یہہ آیت ایک روحانی یگانگی کا اشارہ دیتی ہے اور وجود کی وحدت کی طرف نہیں تو شاید ایسا مطلب کوئی نکالے۔ مگر ہم اس کے ساتھ دوسری آیت ملاتے جس کی بابت کوئی نہیں شک رکھ سکتا ہے یعنے (یوحنا ۸: ۵۸) "یسوع نے اُنہیں کہا میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں پیشتر اس سے کہ ابراہام ہو میں ہوں۔" یہہ الفاظ "میں ہوں" یہودیوں کے سننے میں ابدی خدا کے ساتھ بیان سے مراد تھی جو موسیٰ کی

معرفت سے اُن کو ظاہر کئے گئے جیسا خروج ۳: ۱۴- میں لکھا ہے کہ "خدا نے موسیٰ کو کہا کہ میں وہ ہوں جو میں ہوں" اور مسیح دوسرے مطلب سے یہودیوں کے ایسے الفاظ پیش نہیں کر سکتا۔ اور پھر انجیل کی ایک اور جگہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ مسیح نے تھوما کا اقرار قبول کیا کہ "اے میرے خداوند اور اے میرے خدا" (یوحنا ۲۰: ۲۸)۔ اب ہمارا ایمان کہ مسیح ابدی خدا کا ابدی بیٹا ہے نہ صرف اس عجیب شراکت پر جو خدا اور اس کے بیچ میں کل کاموں میں ظاہر بھی موصوف ہے مگر مسیح کے اقرار کئے ہوئے اعتقاد اور دعویٰ اور گواہی پر بھی ہے۔ لیکن پڑھنے والے ایسا خیال نہ کریں کہ اس ہماری ایمان کے لئے اور دوسری گواہی نہیں ہے۔ ہم رسولوں کی تعلیم کا حوالہ دے سکتے ہیں جس کا ذکر اس بات کے شروع میں ہوا اور اس کے علاوہ اگر مسیحی ایماندار لوگ ایمان کی تحقیقات کریں گے تو وہ اپنے دل کی تجربہ کاری سے قوی دلیل دے سکتے ہیں کیونکہ اُن کا دل گواہی دیتا ہے کہ وہی تبدیلی اور برکت جو مسیح کی شراکت سے ان کو ملی ایسی الٰہی ہے کہ بجز خدا کے دوسرے سے نہیں مل سکتی ہے جیسا ایک دیندار عالم کا قول ہے کہ "مسیح اُن کے لئے خدا کی قدرت ہے" اور ابدی بیٹے کے سوا وہ اس کو اس سے چھوٹے لقب اور نام نہیں دے سکتے ہیں۔ لیکن اس لئے کہ اس باب میں ہمیں مسیح کی خاص تعلیم اور اس کی مراد پر غور کرنا ہے۔ اور اتنا ثبوت کافی سمجھتے ہیں ہم دوسری دلیل پیش نہیں کرتے ہیں۔ اب ہم اس باب کے ختم کرنے میں یہہ تین نام لے کے یعنے "ابنِ خدا" اور "ابنِ آدم" اور "مسیح" اُن کی سچائی کی قدر پر غور کریں جو ہمارے لئے فایدہ مند ہوگا۔

(۱) یہی تعلیم کہ مسیح خدا کا ابدی بیٹا ہے نہ صرف آدمی کی عقل سے تعلق رکھتی ہے بلکہ ہماری اخلاقی اور روحانی زندگی کی آسودگی کے لئے نہایت ضرور ہے کیونکہ اس سوال کے جواب میں کہ مسیح کون ہے؟ ہمارا خیال خدا کی بابت منحصر ہے کہ خدا کس طرح کا خدا ہے اگر مسیح ابدی بیٹا ہو تو اس کے دنیا میں بھیجے جانے میں کیا ہی خدائی احسان نظر آتا ہے اگر خدا دنیا میں کسی جلالی یا آسمانی فرشتہ کو بھیجتا یا ایسا آدمی جو انسانوں کے بیچ میں مقدم ہوتا تو وہ اس کی فکرمندی اور مہربانی کے نشانات ہوتے لیکن اگر وہ اپنا بیٹا جو ازل سے اس کے ساتھ تھا بھیجتا تو وہ حقیقت میں خود آتا انسانی زبان میں مسیح آدمیوں کے لئے خدا ہے مسیح خدا کی ماہیت کا نقش ہے اور اس کی مصیبت اور موت میں اگر وہ خدا کا اکلوتا بیٹا ہے تو یہہ تسلی ہمارے دل میں آتی کہ خدا نے ہمارے لئے اپنے تئیں دیدیا ہے ہمیں یقین ہو جاتا کہ جہاں تک محبت میں قدرت تھی وہاں تک خدا نے سب کچھ کیا اور ہمارا ایمان اس قوی سچائی پر قایم رہتا کہ خدا ساری خلقت کی سلطنت محبت کے ذریعہ سے کرتا ہے اور کہ محبت پیدایش کی آخر اور مقدم شریعت ہے۔ اسی طرح اگر گناہ اور تکلیف اور بہت سی باتیں ظاہر میں اس شریعت کے خلاف دکھلائی دیتی ہیں ہمارے ایمان کی پوری اور کامل امید سے بچ ٹھہرتی ہیں۔ خدا کا نام "آسمانی باپ" ایک حقیقی اور مضبوط بنیاد پر ڈالا گیا ہے اور اور ہم سارے دل سے اپنا ایمان اسیطرح ظاہر کر سکتے ہیں کہ "میں خدا باپ (جو قادرِ مطلق ہی) پر ایمان لاتا ہوں" جب ہم کو معلوم ہو گیا کہ ابدی بیٹے پن کا مطلب کیا ہے تو ہم اس لقب کو ترک نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر مسیح بیٹے کا لقب نہیں پاتا تو خدا کی محبت کی قدر اس کی قدرت کی قدر سے بہت گری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اس کی قدرت آفتاب اور تاروں اور دیدنی مخلوقات سے ظاہر ہوتی ہے اور اسی طرح سے یہہ بھی ضرور ہے کہ اس کی محبت بھی ایک ایسے بے نہایت اور موثر ثبوت سے آشکارا ہوتا کہ خدا کی جلالی ذات اور صفات میں عیب کی صورت پائی نہ جاوے۔ اور یہی ذات اور صفات کی عظمت ابدی بیٹے کے مجسم ہونے سے ثابت اور ظاہر ہے۔

(۲) وہ دوسرا لقب "ابنِ آدم" ہمارے لئے اسی طرح بیش قیمت ہے۔ مسیح کی انسانیت کی حقیقت جب آدمی دیکھتا ہے کہ مسیح رشتہ داری اور تجربہ میں ہم جنس ہے بھتوں کے لئے نجات کی بخشش کی برکت ہو گئی۔ جو ان کے دیوں کو گویا زندہ کر دیتی ہے۔ کیا ہی دلاسا انسان کی روح میں دعا کے وقت آتا ہے جب اس کو معلوم ہے کہ وہ جو ہماری سُنتا ہماری حالت سے بھی کامل طور سے واقف ہے کیونکہ اُس نے انسان کی طرح دنیا میں زندگی کاٹی آزمایش اور تکلیف کے وقت میں ہم یاد کرتے کہ مسیح ہمارے موافق امتحان میں پڑا" اور کہ مسیح نے ہمارے موافق تکلیف اُٹھائی اور کہ مسیح نے ان دُکھوں سے جو اس نے اٹھائے فرمانبرداری سیکھی ہے تو مجھے بھی اس کی مانند اسی طرح سیکھنا پڑیگا" اور جب ہم اس بات پر سوچ کرتے ہیں کہ "ابن آدم" کی شراکت کی دولتمندی ہماری ہے اور جب اس کی فرزندی اور جلالی شراکت کے معنے ہماری سمجھ میں نقش ہو جاتے تو سارے انسانی بوجھ ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور انسان کی امید ترقی پذیر ہو جاتی۔ دنیا



بقیہ

غلام - آزاد

دیکھو نور افشاں مطبوعہ ۱۱ اگست ۱۸۹۹ء

علما و فضلا نے اتفاق رائے سے فعل مختاری کی تعریف یوں کی ہے کہ خدا نے ذی روح اور ذی عقل مخلوق کو ایک قوت امتیاز (Conscience) جو اس روح کا خاصہ ہے بخشا ہے کہ یہہ ایسا ہے جیسا جہاں دھواں ہوتا ہے وہاں آگ کا ہونا ضروری و لازمی ہے۔ ویسا ہی جہاں روح ہے ضروری و لازمی ہے کہ وہاں یہہ قوت امتیاز یا (Conscience) موجود ہو۔ اب یہہ قوت امتیاز جس کو انگریزی زبان میں کانشئیس (Conscience) کہتے ہیں اور جو ذی روح مخلوق کی فطرت اور خلقت میں ضروری اور لازمی ہے خالق کی طرف سے ایک ایجنٹ Agent گماشتہ کے طور پر ہر وقت کام کرتا ہے اور اس کا فعل یہہ ہے نہ جیسے بعض لوگ غلطی سے سمجھتے ہیں کہ قدرت مطلق کے افعال اس سے سرزد ہوتے ہیں بلکہ یہہ کہ وہ راستی اور ناراستی میں اور نیکی اور بدی میں تمیز اور فرق کرتا اور ہمیشہ اپنے خالق اور آقا کے حقوق کی حفاظت کرتا اور ذی روح مخلوق کو اطلاع بخشتا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے کہ "یہہ حق ہے اور وہ ناحق ہے۔ یہہ نیک ہے اور وہ بد ہے۔ تجھے یہہ کرنا چاہئے اور وہ نہ کرنا چاہئے۔ تو یہہ کر اور وہ نہ کر" اسکے بعد ذی روح مخلوق کی فعل مختاری اس میں ہے کہ آزمائش کے وقت یا تو گر پڑے یا کھڑا رہے یعنے جب راستی اور ناراستی اور نیکی اور بدی اس کے روبرو رکھی جاویں تو اس کو اختیار لازمی اور ضروری ہے کہ ایک کو قبول و منظور کرے اور دوسرے کو ترک کرے۔ اس کی قبولیت اور منظوری اور اس کے ترک پر انحصار ہے اس کی سزا اور جزا کا یہہ ہے تعریف فعل مختاری کی۔ ذی روح مخلوق اپنی قبولیت و منظوری اور ترک کا ذمہ وار اور جوابدہ ہے۔

واضح ہو کہ ذی روح و ذی عقل مخلوق ایسا ہی خلق کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ بہت اچھا خلق ہوا ہے۔ دیکھو پیدایش کا باب اول اور آیت ۳۱۔ جب خدا آدم کو جو زمینی خلقت کا تاج اور سردار تھا اور تتمہ خیال کیا گیا خلق کر چکا "خدا نے سب پر جو اس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے"۔

اب مذکورہ بالا بیان سے صاف صاف مفہوم ہوتا اور نتیجہ نکلتا ہے کہ ذی روح و ذی عقل مخلوق میں امکان ہے گرنے اور کھڑا رہنے کا یعنے آزمائش کے موقعہ پر خواہ وہ شکست کھاوے یا جیت جاوے اور فتحمند ثابت ہو۔ اگر وہ اپنی قوت امتیاز کا اشارہ جو نہایت دھیمی آواز ہے سمجھ سنکر اپنے فعل مختاری کا اچھا اور مناسب استعمال کرے تو وہ آزمائش پر غالب ہوتا اور اپنے خالق اور آقا کی خوشنودی کا حقدار ہوتا ہے اور اگر وہ اس دھیمی آواز کا شنوا نہ ہو اور اپنے فعل مختاری کا ناجایز اور برا استعمال کرے تو وہ آزمائش کا مغلوب ہو جاتا اور اپنے خالق اور آقا کے قہر اور غضب کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ یہہ ہی قانون ہے تمام ذی روح مخلوق کا خواہ فرشتہ ہو خواہ انسان یا کوئی اور ذی روح۔ اعلیٰ مخلوق شیطان جو ایک وقت بڑا مقرب اور عظیم الشان فرشتہ تھا ذی روح ذی عقل ممکن الوجود محتاج بالغیر مخلوق ہو کر اس ہی قانون کے دایرہ میں آ جاتا ہے۔ وہ اس روشنی اور خبر اور اطلاع کی جو اُسے ضروری و لازمی طور پر عطا ہوئی تھیں پرواہ نہ کر کے اپنے فعل مختاری کا بد اور ناجایز استعمال کرتا اور آزمائش میں شکست کھاتا اور مغلوب ہوتا اور اپنے خالق اور آقا کے قہر اور غضب کے تحت ہے اور کامل قانون کے فتوے اور پاک شریعت کی لعنت کے نیچے رہتا ہے۔ یہہ ہے آغاز گناہ کا جو بد استعمال ہے خود مختاری کا دیکھو مقامات الہام ربانی اس کی نسبت کیا اظہار کرتے ہیں۔ خداوند یسوع یہودیوں کے ساتھ بحث کرتے وقت کیا ظاہر کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے "تم اپنے باپ شیطان سے ہو اور چاہتے ہو کہ اپنے باپ کی خواہش کے موافق کرو۔ وہ تو شروع سے قاتل تھا اور سچائی پر ثابت نہ رہا کیونکہ اس میں سچائی نہیں۔ جب وہ جھوٹ کہتا ہے تو اپنے ہی سے کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور جھوٹ کا بانی ہے" انجیل یوحنا باب ۸ اور آیت ۴۴ "اور ان فرشتوں کو جو اگلی حالت میں نہ رہے بلکہ اپنے خاص مقام کو چھوڑ دیا اُس نے سزا کی ابدی زنجیروں سے تاریکی کے اندر روز عظیم کی عدالت تک جکڑ کے رکھا" خط یہوداہ آیت ۶۔

اب معلوم ہو گیا کہ شیطان جو کسی زمانہ میں ایک مقرب اور عظیم الشان فرشتہ تھا اور دوسری جماعت کے فرشتے فعل مختاری کے دایرہ میں رکھے گئے تھے شیطان اور اس کے لشکر اپنی اگلی حالت سے گر گئے کیونکہ انہوں نے اپنے فعل مختاری کے بد اور ناجایز استعمال کے سبب اپنے اصلی مقام کو چھوڑ دیا اور یوں خلقت میں گناہ نے دخل پایا کیونکہ گناہ فعل مختاری کے بد اور نامناسب استعمال کا نتیجہ ہے۔

اب اگر کوئی سوال کرے کہ چونکہ خدا شیطان کا خالق ہے لہذا نتیجہ نکلتا ہے کہ وہی آپ گناہ کا بھی بانی اور خالق ہے کیونکہ اگر خدا چاہتا تو وہ شیطان کو ایسا

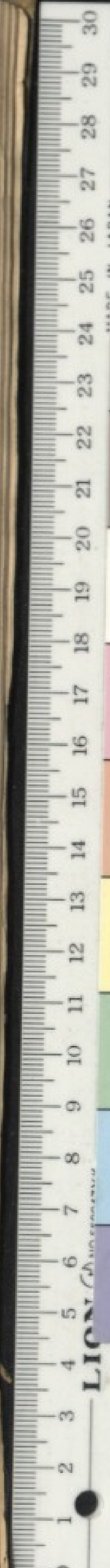
پیدا ہی نہ کرتا اور دوسرے فرشتوں کا ذکر فضول ہے کیونکہ وہ اس ہی سلسلہ میں آجاتے ہیں تو جواب یہہ ہے کہ اول تو ہم دعویٰ نہیں کرتے کہ خدا نے شیطان کو اس کی موجودہ حالت میں پیدا کیا اور نہ اس کے ساتھیوں کو ان کے حال کی ملعون حالت میں۔ وہ تو فرشتے تھے اور ان کی خلقت بہت اچھی تھی مگر قانون اعظم کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ مشکل حل ہو جاوے۔ ہم کہتے ہیں کہ مخلوق خواہ وہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کا کیوں نہ ہو چونکہ وہ مخلوق ہے ممکن الوجود۔ محدود۔ محتاج بالغیر ہے اور ذی روح و ذیعقل ہو کر فعل مختار ٹھہرتا ہے اور امکان رکھتا ہے کہ آزمائش کے موقعہ پر یا تو کھڑا رہے یا شکست کھاوے۔ اس کا کھڑا رہنا یا گر جانا اس کی فعل مختاری کے واجبی اور غیر واجبی استعمال پر منحصر ہے۔ شیطان اور اُس کے ساتھی فرشتوں نے اپنی فعل مختاری کے بد اور ناجایز استعمال کے سبب سے اپنی اگلی اور اصلی حالت کو چھوڑ دیا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ بد اور ملعون فرشتے ہو گئے اور خالق اور آقا کے قہر اور غضب کے نیچے رہتے ہیں۔ الٰہی قانون خواہ وہ نیچے۔ فطرت اور بیرونی خلقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہو خواہ وہ اخلاقی اور روحانی ہو (Natural and physical (or Moral + Spiritual) بلا استثنا رکامل اور راست رہتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی آگ میں ہاتھ ڈالے کیا نقصان نہ اٹھاویگا یا زہر قاتل پیوے کیا وہ نہ مریگا یہہ فزیکل (Physical) قانون ہے اس ہی طرح جو کوئی اپنی فعل مختاری کا بد اور ناجایز استعمال کرے کیا وہ اخلاقی اور روحانی قانون (moral (and Spiritual) کا عدول کرنے والا ہو کر نقصان نہ اٹھاویگا۔ تمام بیرونی اور خارجی۔ تمام اندرونی اور اخلاقی اور روحانی خلقت ہم آواز ہو کر جواب دے رہے ہیں کہ "خالق کے قانون کا عدول کرنے والا ضرور نقصان کا سزاوار ہے"

اب بھی شاید سوال کیا جاوے کہ چونکہ خدا شیطان اور اس کے ساتھی لشکر کا جو کسی زمانہ میں پاک فرشتے تھے اگرچہ ہم قبول کر لیتے ہیں کہ وہ ممکن الوجود۔ محتاج بالغیر۔ فعل مختار پیدا ہوئے تھے اور اپنی فعل مختاری کے بد اور ناجایز استعمال سے اپنی اگلی اور اصلی حالت سے گر گئے مالک و خالق ہے لہذا لازمی نتیجہ نکلتا ہے کہ خدا گناہ کا بانی ہے۔ تب ہم سوال پیدا کرتے ہیں کہ بھلا کوئی ہم کو جواب دیوے کہ خدا نے ذی روح و ذیعقل مخلوق کو پیدا کیا تو وہ اس کو کیسا پیدا کرتا؟ ہم اوپر کہہ چکے ہیں کہ موجودہ خلقت بہت اچھی ہے اس میں ذرہ بھی عیب و نقص نہ تھا۔ اس خلقت کی دو حالتیں اور ہیں وہو ہذا۔

اوّل۔ خدا اس ذی روح مخلوق کو اس کی موجودہ حالت سے کہتر۔ کمتر حالت میں پیدا کرتا جس میں وہ اپنے افعال کا مختار اور ذمہ وار اور جوابدہ نہ ہوتا۔ بہت اچھا یہہ تو امکان کی بات ہے اور خدا ایسا کر بھی سکتا تھا مگر سوال یہ ہے کہ وہ مخلوق کیا ہوتا؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ وہ مخلوق نہ تو ذی روح و ذی عقل فرشتہ ہوتا اور نہ انسان بلکہ حیوان مطلق ہوتا جس سے خالق کا حکیمانہ مطلب و منشا بر نہ آتے کہ حیوانات مطلق تو بیشمار خلق ہوئے ہیں مگر ذی روح و ذی عقل فرشتے اور انسان معدوم ہوتے۔ پھر

دوم۔ خدا اس ذی روح و ذیعقل مخلوق کی موجودہ حالت سے بہتر اور بہتر اور بڑھکر حالت میں اس کو پیدا کرتا حتیٰ کہ وہ ممکن الوجود اور محتاج بالغیر اور فعل مختار کے قانون اور دایرہ سے باہر ہو کر کامل آزاد ہوتا اور جو چاہتا سو کرتا اور اپنے افعال کا ذمہ وار اور جوابدہ نہ ٹھہرتا یہہ محال مطلق ہے اور ہم نہایت ادب اور عجز کے ساتھ اقرار کرتے ہیں کہ ایسے مخلوق کا خلق کرنا خدا کے لئے بھی غیر ممکن ہے کیونکہ ایسا مخلوق ہو سکتا ہی نہیں ہے واضح ہو کہ وہ ہستی وہ وجود جو ممکن الوجود نہیں۔ محتاج بالغیر نہیں اور فعل مختار نہیں بلکہ کامل آزاد ہے۔ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور اپنے افعال کا ذمہ وار اور جوابدہ نہیں وہ ہستی۔ وہ وجود ایک ہی واجب الوجود خدا ہے جو تھا اور جو ہے اور جو ابد تک باقی رہیگا۔ صاف الفاظ میں ہم کہہ دیتے ہیں کہ خدا کے لئے ممکن نہیں کہ دوسرے خدا کو خلق کرے۔ پھر سوال کیا جاتا ہے کہ گناہ کہاں سے آیا؟ ہم پھر جواب دیتے ہیں کہ ذی روح و ذیعقل مخلوق کی فعل مختاری کے بد اور نامناسب استعمال سے اور بس۔

مخفی نہ رہے کہ اس سوال یعنے "گناہ کہاں سے آیا" کی نسبت قدیم زمانوں سے ہر قوم اور ہر ملت اور اہل زبان کے علما و فضلا نے عموماً اور مسیحی خدا اور بزرگاں نے خصوصاً نہایت ہی گہرے خیالات ظاہر کئے ہیں اور بڑے بڑے بحث و مباحثے ہوتے آئے اور اس عمیق مسئلہ کے تعلق میں اور اس کے حل میں بہت سی کتب لطیف و دقیق لکھی جا چکی ہیں مگر تشفی بخش اور خاطر خواہ نتیجہ اور کافی و شافی جواب دستیاب نہیں ہوا اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس زندگی میں اس مسئلہ کا روشن و شفاف حل و جواب ملنا دشوار بلکہ محالِ مطلق ہے۔ ہم صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم الہام ربانی کے جو بائبل میں قلمبند ہوا ہے مقلد ہیں اور ہم مانتے ہیں کہ جو کچھ اس زندگی۔ انسان۔ گناہ۔ نجات۔ عاقبت۔ قیامت۔ بلکہ خود خدا کی نسبت اس الہام میں ہم کو روشنی و اطلاع بخشی گئی ہے ہمارے لئے کافی ہے وہی ہماری راہ کے لئے روشنی اور ہمارے



پاؤں کے واسطے چراغ ہی۔ ہم اس کی ہدایت پاکر عنان قلم کو دوڑائیں گے ؛

میر عزیز احمد گلاسگو کی خام خیالی

اخبار وکیل امرتسر مطبوعہ ۲ جون ۱۸۹۹ء میں مسٹر عزیز احمد صاحب نے جو آج کل گلاسگو میں مقیم ہیں کئی صفحے کا مضمون شایع کروایا ہی جس میں سے چند باتوں کا اقتباس کرکے راقم مضمون کی خام خیالی ثابت کرتا ہوں ناظرین سے عرض ہی کہ غور سے پڑھکر حق کی داد دیں۔

قولہ۔ افسوس کہ مسلمانان زمانہ اسلام کے اصول کو نہیں سمجھتے (۱) اللہ کی تابعداری (۲) مومنوں کا اتحاد (۳) اشاعت بادشاہت خدا۔

اقول۔ افسوس کہ آپ ولایت میں ہیں اور مسلمان جن کو آپ ہدایت دیتے ہیں وہ ہندوستان میں ہیں اور وہ ایسے حاکم مہربان اور عادل و منصف کے تحت میں ہیں کہ جس کے زیر حکم ہو کر بیچارے مسلمانان زمانہ عاجز ہیں کیا کریں۔ اللہ کی تابعداری جو از روئے قرآن ہی سو تلوار چلانی کافروں کا مال لوٹنا اور آپس میں بانٹ لینا اور کچھ حصہ یا پانچواں حصہ اللہ کو دینا یہہ کیونکر اس سلطنت میں ہو سکتا ہی۔ اتحاد بھی ممکن نہیں۔ فرقے اور طریق بے شمار ہو گئے ہیں اور اسی وجہ سے ناچاقی اور نا اتفاقی کا بازار گرم ہی۔ اتفاق ہو تو جہاد ہو جب اتفاق نہیں تو جہاد بھی ہو نہیں سکتا اور وہ بیچا ہی اشاعت بادشاہت خدا کا حکم بھی جہاد ہی سے انجام کو پہنچیگا جس طرح سے خلفا کے زمانے اور اورنگ زیب اور محمود غزنوی وغیرہ کے زمانوں میں ہوا پر اب کیونکر ہو۔ اور جس حال میں کہ یہہ حکم اب مانا جا نہیں سکتا تو پھر کیونکر ایسا حکم منجانب اللہ ہو سکتا ہی؟

قولہ۔ اسی اشاعت کے بہانے سے دیکھو فرنگستانیوں نے کس قدر افریکا اور چین کو لوٹا ہی۔ مگر خدا کو دغا نہ دے سکیں گے۔ بلکہ خود دھوکا کھاوینگے اور مغلوب اور شرمندہ ہونگے۔

اقول۔ جناب میر صاحب کیوں نہ لوٹتے اُن کا داؤ لگا انہوں نے خوب لوٹا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مذہب کا ان کو مطلق خیال نہ تھا اگر مذہب کے سچے پیرو ہوتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے لیکن ہم کو اس پر افسوس آتا ہی کہ ایسوں کو لوٹنے کا موقعہ دینے والے خود غلطی کھاتے ہیں۔ ان کو لازم ہی کہ سچائی کے ظاہر کرنے میں متلاشی دین کی امداد کریں نہ کہ دولت اور عزت سے جس سے ان کو لوٹنے کا موقعہ ہی اور دونوں طرف غلط فہمی واقعہ ہو ؛

قولہ۔ پس ہر مسلمان پر لازم ہی کہ کسی نہ کسی انجمن کا ممبر ہو جاوے۔ اتحاد کی یہہ پہلی نشانی ہی۔ ملک میں ہزار ہا انجمنیں ہیں اور ہر ایک فرد بشر کسی نہ کسی انجمن کا ممبر ہو۔

اقول۔ آپ نے شاید اس ملک کو ولایت سمجھا ہی جہاں انجمنیں یا سوسائٹیاں بہت ہیں۔ مگر ملک ہندوستان میں کہاں ہزار ہا انجمنیں ہیں اور مسلمانوں کی تو شاید ایک ہی انجمن ہی جس کا نام انجمن حمایت اسلام ہی۔ ہاں آپ کوشش کریں کہ ملک ہندوستان کے مسلمانوں میں بھی ہزار ہا انجمنیں ہوں۔ پر مشکل یہہ ہوگی کہ آپ تو غیر ملک میں ہیں یہاں پر کچھ مدد نہیں کر سکینگے بہت انجمنیں اتحاد کی نشانی بالکل نہیں ہاں فقط صرف ایک عمدہ اور سچی انجمن کافی ہوگی۔

قولہ۔ حضرت عیسیٰ نے کہا کہ کلام اللہ اقوام کو نہ دو تا کہ کتے اور سوٗر اسے پھاڑ نہ ڈالیں۔

اقول۔ خداوند یسوع مسیح نے یہہ ہرگز نہیں کہا بلکہ صاف لکھا ہی اس لئے تم جاکر سب قوموں کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دیکے شاگرد کرو۔ اور اُن کو سکھلاؤ کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں الخ۔ متی ۲۸: ۱۹۔ ۲۰۔ آپ نے غلطی کھائی ہی وہ آیت یوں ہی پاک چیز کتوں کو مت دو۔ اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ پھینکو ایسا نہ ہو کہ وہ انہیں پایمال کریں اور پھر کر تمہیں پھاڑیں۔ متی ۷: ۶ اگر قوموں کو کلام نہ دیا جاتا تو کیونکر اس کی اتنی اشاعت ہوتی مطلب ہی کہ ان قوموں میں سے جو لوگ مثل کتوں اور سوروں کے ہیں ان کو یہہ کلام مت سُناؤ اور اُن سے بحث مت کرو کیونکہ اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

قولہ۔ واقعی یہہ ہی گت بائبل یعنے مذہبی کتاب نبی اسرائیل کی ہی۔

اقول۔ بائبل نبی اسرائیل کی مذہبی کتاب نہیں وہ صرف توراۃ اور صحایف انبیا اور زبور کو مانتے تھے نہ کہ مروجہ بائبل کو جس میں انجیل بھی شامل ہی بائبل کی یہہ گت نہیں ہوئی بلکہ آنکھ کھولکر دیکھو کہ کس قدر اس کی پیروی کی گئی ہی اگرچہ بعض نے اس کو رد کیا ہی پر اکثروں نے اس کو سچ مانا ہی۔ اور اس پر اپنی جانیں بھی قربان کر ڈالیں ہیں۔ اور اب کر رہے ہیں۔

قولہ۔ حضرت عیسیٰ نے انجیل کو دیکھا نہیں۔ آنحضرت کے زمانے میں وہ نظر میں نہ تھی۔

اقول۔ انجیل کے معنے خوشخبری کے ہیں۔ خوشخبری خداوند یسوع مسیح نے سُنائی اور نجات کی پوری تعلیم دی کچھ باقی نہ چھوڑا پر یہہ تمام باتیں اُس کے شاگردوں کے وسیلے سے تحریر میں لائی گئیں اور اُنہوں نے روح کے بتلانے سے الہام پاکر ان تمام باتوں کو از راہِ تحقیق و ہدایت روح القدس سے قلمبند کیا۔ ہاں کتاب کی صورت میں نظر میں نہ تھی لیکن وہ درحقیقت

موجود تھی جس حال میں کہ وہ تمام کام جو انجیل میں مرقوم ہیں خداوند یسوع مسیح نے کئے اور تمام ہدایت و تعلیم جو اس نے دی اس کا اظہار اس وقت ہو چکا تھا اس کتاب کے لکھنے کی اُن کو کیا ضرورت تھی اور جب ضرورت ہوئی کہ وہ باتیں دوسرے زمانوں کے لوگوں تک بھی پہنچائی جاویں اور سکھلائی جاویں تو کتاب کی صورت میں بنائی گئی جو آج تک ویسی ہی موجود ہے ✢

گلدستہ یعنے مجموعہ اشعار

موسوم بہ

نغمۂ حیات

طبعزاد منشی دینا ناتھ صاحب شاد مصنفِ کتاب نوید حیات

۱- اگرچہ بندہ ضعفِ پیری اور بیماری کے سبب سے بالاستیعاب نہ پڑھ سکا تو بھی جا بجا اسے دیکھا بھالا ہے اور اس پر میں یہہ رائے اپنی لکھ رہا ہوں- اگرچہ یہہ بات سچ ہے کہ ہمارے نوجوان تعلیم یافتہ انگریزی طرز کی نظم کے خوگر ہیں اور اسی انداز کو پسند کرتے ہیں اور جو لطف اُن کو انگلش ٹیونوں اور ہارمونیم اور پیانو سے حاصل ہوتا ہے اس کا عشر عشیر بھی فارسی یا ہندی چال کے اولڈ فیشن کے بحروں اور وزنوں اور اسی طرح پُرانے وقت کے باجوں گاجوں سے حاصل ہونا مشکل ہے- پر ہم پُرانے زمانہ کے شعر اور شاعری اور اصطلاح فارسی و ہندی گانے بجانے کے عادیوں کے دل میں بہت بڑی تاثیر ہوتی ہے جو کسی دوسرے طریقہ سے حاصل ہونا غیر ممکن ہے- یعنے پُرانے زمانہ کی نظم اور اُن کے وزنوں اور بحروں اور پُرانے باجوں گاجوں اور اُن کے طریقوں نے- مگر حقیقت میں دونوں طریقوں سے خداوند کے لئے جیسا جس کو اچھا لگے گانا بجانا پسندیدہ ہے-

۲- ہمارے نامور سخنور نے اپنا گلدستہ اشعار بالکل فارسی اور اُردو مستعمل عروض اور قافیہ کی پوری پوری پابندی سے گل افشاں کیا ہے- جہاں تک میں نے دیکھا ہے وہ سب کا سب عیوب شعر اور شاعری سے پاک ہے- ضرورت شعری یا برائے بیت کا نام و نشان نہیں ہے صرف ایک جگہہ یعنے صفحہ ۲ اور مضمون غور طلب کے تیسرے شعر میں سکتہ نظر آتا ہے وہ شاید سہو کاتب ہے- ورنہ ایک لفظ بڑھانے سے رفع ہو سکتا ہے- دوسری طبع کے وقت اصلاح آسان ہے-

۳- ہمارے سخنور نے اپنے گلدستہ کو دیوانوں کے انداز کا بنایا ہے جو بہت پسندیدہ طریقہ ہے- یعنے کہ مختلف قسم کے بحروں اور وزنوں اور زمینوں میں تیار کیا ہے جس سے پڑھنے والوں کو طرح طرح کا مزہ اور مذاق حاصل ہوتا ہے بلکہ مختلف قسم کی نظمیں ہیں ✢

۴- ایک خاص طرح کی معنوی خوبی اس میں ہے جس کا اظہار بہت ضرور ہے- میں نے مدت سے رجوع کے کسی دیباچہ یا خاتمہ میں یہہ شکایت عام شعرائے متوسطین اور متاخرین کی کی تھی کہ اُن کی غزلوں میں یہہ بھاری عیب ہے اور ان کی کچی شاعری کی نشانی ہے کہ اُن کے ہر شعر کا جُدا جُدا مضمون ہوا کرتا ہے بلکہ اپنی عیب پوشی کے لئے یہہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ غزل کے ہر شعر کا مضمون جدا ہوا کرتا ہے- یہاں تک کہ ایک شعر حقانی ہوتا ہے اور دوسرا رندانہ بلکہ ملحدانہ- وجہہ یہہ ہے کہ اس طور سے غزل سرائی اور شعر گوئی آسان ہو جاتی ہے اور یہی سبب ہے کہ شاعری گویا صرف غزل سرائی ہی کا نام ہے- آسانی یہہ ہے کہ ایک قافیہ کے الفاظ جمع کر کے کئی مضمون اُن میں گانٹھ دیتے ہیں- مضمون کی پابندی کچھ نہیں- صرف قافیہ اور ردیف پر خیال رکھا جاتا ہے-

۵- ہمارے لایق سخنور نے اس ناقص طریقہ کے خلاف یہہ عمدہ طرز اختیار کی ہے اگرچہ اس طرز اختیار کرنے میں مشکلیں ہیں لیکن بہت مفید اور پکی شاعری کی نشانی ہے کہ ہر ایک غزل کے سب اشعار ایک ہی مضمون کے ہیں- غرضکہ ایک ہی مضمون کے پہلو اور خیالات ظاہر کر کے دلشاد کیا ہے- بھلا اُسی مضمون کے اظہار کے لئے قافیہ دار الفاظ سوچے اور جمائے ہیں- میری سمجھ میں یہہ گلدستہ اچھا نمونہ اظہار مضامین کا نظم میں ہے-

۶- آخر میں اتنا اور عرض کرتا ہوں کہ یہہ گلدستہ ۲۰ صفحہ کا ہے- اور اس میں ۳۸ قسم کے دینداری کے مضامین ہیں- جہاں تک میری نظر پڑی مضمون اچھے اور کام کے ہیں- لیکن ایک مضمون کی نسبت مجھے کلام ہے- یعنے مضمون نمبر ۳۲ میں جو قصیدہ دعائیہ حضور قیصرہ ہند کی شان میں دعائیہ لکھا گیا ہے- خلاصہ اس کا یہہ دعا ہے کہ قیامت تک آپ زندہ اور بادشاہ اور حاکم اور تخت نشیں اور تاجدار بنی رہیں- یہہ بات تو غیر ممکن ہے اور خدائے تعالیٰ اسے کبھی منظور نہیں ہو سکتی اور اسلئے ہمیں ایسی دعا مانگنا روا نہیں- البتہ یہہ دعا مانگنا روا ہے اور ہمیں مانگنا چاہئے کہ وہ مدت مدید تک زندہ اور برقرار اور تندرست اور تخت بادشاہی پر رونق افروز اور تاج شاہی کو زینت بخش رہیں- اور آپ کے بعد آپ کی اولاد نسبت در نسبت خدا کے فضل سے ہمارے سر پر حکومت بادشاہی کرتی رہے- آمین- آیندہ طبع ثانی کے وقت لحاظ ہو

رقیمہ- بندہ صفدر علی از بھنڈارہ

بقیہ

کرم مارگ

بنیاد

अस्मा इदु प्र भरा तूतुजानो वृत्राय वज्रमीशानः कियेधाः।

गोर्न पर्व वि रदा तिरश्चेष्यन्नर्णांस्यपां चरध्यै॥

یعنے اندر حیت وچالاک سب کا ایشور اور بڑا طاقتور ہی اے اندر تو اس برتر کو بجر سے مار۔ گائے کی طرح برتر کے عضووں کے جوڑوں کو ترچھے بجر سے کاٹ۔ ایسا کہ بارش نکلے اور پانی پھیل سکے۔ اس جگہہ پر رشی اندر سے التماس کرتا ہی۔ کہ برتر اسر کو اندر اپنے ہتھیار بجر سے کاٹے۔ اور درخواست کرتا ہی کہ جس طرح ترچھے اوزار سے گائے کے عضو کاٹے جاتے ہیں۔ اسی طرح برتر کے عضو کاٹے جائیں۔ اگر ہندو آریہ گائے کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ تو اس جگہہ گائے کے عضووں کو علیحدہ کرنیکی تشبیہہ نہیں دیجاتی۔ سائنا چارج اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں برتر کے جوڑونکو علیحدہ کر جس طرح گوست کاٹنے والے یعنے قصاب پشو کے اعضا کو جُدا جُدا کر دیتا ہی۔

ولسن صاحب فرماتے ہیں Sever his joints as (buchers cut up) a cow

بنگال کے ایک مشہور پنڈت بنام راما ناتھ سرسوتی جی فرماتے ہیں۔

برترا اسر کے جوڑوں کو ترچھے بجر سے کاٹ دیجئے جیسا کہ قصاب لوگ گائے کے عضو کو ٹکڑے جدا جدا کر دیتے ہیں۔ اگر ہمارے ہندو آریہ اجداد گائے کا گوشت نہیں استعمال کرتے تھے۔ تو قصابوں کو گائے کے عضووں کو علیحدہ کرتے کہاں دیکھا کیا وید کے زمانہ میں گائے خور محمدی یا ملیکش انگریز ہندوستان میں موجود تھے جنکے قصاب کی دکان ہندو آریہ خود ہی کرتے تھے۔

سرسوتی موصوف اپنی تفسیر میں یوں بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں گائے کھانے کی ممانعت نہ تھی۔ اشوالاین گرہیا سوتر کے پہلے باب میں۔ اور کرشنا یجروید کے تیتریہ برہمن کے اشوامیدہ پرکرن میں اور شکلا یجروید کے باج سنیئی سنگھتا پرلش میدہ پرکرن میں آریوں کے مختلف گوشتوں کے استعمال کا ذکر ہی۔ گومیدہ۔ اشوامیدہ یج میدہ کی قربانی۔ وغیرہ یگ پہلے سے رائج تھے سمرتی شاستر میں لکھا ہی کہ پہلے زمانہ میں آریوں کے گھر پر اگر کوئی مہمان آتا تھا۔ تو ایک بیل یا بکری ذبح کرکے اس کی تواضع کی جاتی تھی۔ اُتر چرت ناٹک کے چوتھے انک میں ہم دیکھتے ہیں کہ جنک راجہ نے ایک بچھڑی کو بھکشن کیا تھا۔ اس لئے مہمان کا نام گوگھنو ہوا ہی" لفظ گوگھنو کے معنے جسکے واسطے گائے ذبح کی جائے۔

رگوید منڈل ۱ سکتہ ۳۱۔ رچہ ۱۵ کی تفسیر میں محقق اصحاب فرماتے ہیں۔ "Expression how ever is not in compatible with the practice of killing a cow for the food of a guest" Wilson. It seems to have been anciently the custom to slay a cow on this occasion (the reception of a guest) and a guest was therefore called goghna or cow killer = Colebrooke's Religious ceremonies of Hindus.

"They (the sutras and the vedas) distinctly affirm that Boven meat was used as food" = Rajendra Lall mitra's Indo Arians Volume first article Beef in ancient India.

رگوید منڈل ۱ سکتہ ۲۲ کو اگر پڑھیں۔ تو ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمارے آبا و اجداد نہ صرف گھوڑے کی قربانی ہی کرتے تھے بلکہ پکاتے بھی تھے اور کھاتے بھی تھے۔ ہم اس سکتہ کے چند رچوں کا ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں۔ اصل سنسکرت عبارت لکھنے کی بلحاظ طوالت یہاں گنجائش نہیں محقق اگر دیکھنا چاہیں تو سنسکرت رگوید کا مطالعہ کریں۔ رچہ ۲۔ سونے کو عمدہ زیورات سے سجا ہوا۔ اشوا یعنے گھوڑے کے آگے چڑھانے کے لئے بکروں کو لیجارہے ہیں۔ مختلف رنگوں کے بکرے مَیں مَیں کرتے ہوئے چلے جارہے ہیں۔ وہ اندر اور پُشنا کی مرغوب غذا ہوں۔

رچہ ۳۔ سارے دیوتاؤں کے لائق بکرا پوشنا ہی کے حصہ میں آوے اُسے تیز رفتار گھوڑے کے ساتھ سامنے لارہے ہیں۔ پس تو اشوا دیوتاؤں کی نفیس غذا کے واسطے گھوڑے کے ساتھ اس بکرے کا لذیذ پکوان پکائے۔

رچہ ۹۔ گھوڑے کے کچے گوشت کا جو حصہ مکھیاں کھاتی ہیں کاٹتے وقت یا صاف کرتے وقت کاٹنے اور صاف کرنے کے اوزار میں جو لگا رہ جاتا ہی۔ کاٹنے والے کے دونوں ہاتھوں اور ناخنوں میں جو لپٹا رہتا ہی

وہ سب دیوتاؤں کے پاس جاوے۔

رچہ ۱۰۔ وہ گھاس جو ہضم نہیں ہوتا ہی اور کچّے گوشت کے ٹکڑوں کو جو رہ جاتے ہیں کاٹنے والا صاف کرے لینے پھینکدے اور پاک گوشت کو دیوتاؤں کے لایق بناکر پکاوے۔

رچہ ۱۱۔ اے گھوڑے آگ میں پکاتے وقت تیرا رس اور جو حصہ سیخ میں پرویا ہوا ہی زمین پر گرنے نہ پاوے کیونکہ دیوتے اب بدہن ہوئے ہیں۔ سب انہیں کو دیا جاوے۔

رچہ ۱۲۔ وہ جو چاروں طرف سے گھوڑے کو پکتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ اس کی خوشبو سے دل لوٹ پوٹ ہوا جاتا ہی (یعنے للچا جاتا ہی) کہتے ہیں کہ ابھی اتارو۔ اور بوٹی مانگنے کے منتظر ہیں۔ اُن کا سنکلپ ہمارا ہی سنکلپ ہو۔

رچہ ۱۳۔ جو لکڑی گوشت کو دیکھنے کے لئے (پکا ہی یا نہیں) ہانڈی میں ڈالی جاتی ہی۔ جن برتنوں میں شوربہ رکھا جاتا ہی اور جن سرپوشوں سے ڈھانکا جاتا ہی کہ بھاپ نہ نکل جاوے۔ جس بید کی چھڑی سے پہلے نشان کیا جاتا ہی اور جس چھری سے اس نشان کے مطابق کاٹا جاتا ہی۔ یہہ سب اشو کے گوشت کے تیار کرنے میں استعمال ہو رہے ہیں۔

بابو رومیش چندر دت مشہور بنگالی عالم اپنے رگوید کے بنگالی ترجمہ کے نوٹ میں فرماتے ہیں۔ گیارھویں رچہ میں سیخ میں پرونے کا اور پکتے وقت اس ٹپکنے کا ذکر ہی اور پھر تیرھویں رچہ میں گوشت کا ہانڈی میں پکانے کا ذکر ہی۔ اور پھر لکڑی سے اٹھا کر دیکھا جاتا ہی کہ گلا ہی یا نہیں۔ سو گھوڑے کے گوشت کے کباب کرنے کا اور قورمہ بنانیکا بھی دستور تھا یعنے Roasting and boiling. رگوید منڈل ۵ سکتہ ۲۹ میں بھینس کے پکانیکا اور کھانیکا ذکر ملتا ہی۔

رچہ ۷۔ اندر کے بھاری رفیق اگنی نے اپنے دوست اندر کے کام کی مدد کے واسطے تین سو بھینسوں کو پکایا ہی اور اندر برتر کے مارنے کے واسطے منو کے دیئے ہوئے تین برتن سوم رس کے پی گیا۔

رچہ ۸۔ اے اندر تو نے جب تین سو بھینسوں کا گوشت کھایا تھا وغیرہ۔

منڈل ۵ سکتہ ۱۷۔ رچہ ۱۱۔ اے اندر . . . تیرے لئے پوشا اور وشنو سو بھینس پکاویں۔

منڈل ۶ سکتہ ۹۳۔ رچہ ۱۔ پھر یہاں گائے کھانیکا ذکر ہی۔ اے اندر تو ہمارے اس ہی سوم رس کو پی جا۔ اے دیوتا تو ہمیں گؤ جیسی غذا عنایت فرما۔

منڈل ۸ سکتہ ۷۷۔ رچہ ۱۰۔ اندر نے سو بھینسیں اور کھیر اور سوئر دئے ہیں۔ یہاں ہمارے ہندو اجداد نے سوئر کو بھی خوردنی اشیا میں شامل کر رکھا ہی۔

منڈل ۱۰ سکتہ ۲۷۔ رچہ ۲۔ اے اندر تیرے لئے میں پروہتوں کے ساتھ ملکر موٹے بیل کو پکواتا ہوں۔ اور پندرہ تتھی کی ہر ایک تتھی میں میں سوم رس کو تیار کرتا ہوں۔

منڈل ۱۰ سکتہ ۲۸۔ ورچہ ۳۔ اے اندر جب بوئی کی خاطر تیرے واسطے ہوم کیا جاتا ہی تو وہ جلد جلد بذریعہ پتھر کی کونڈی کے تیرے واسطے منشی سوم رس تیار کرتے ہیں۔ تو اُسے پیتا ہی۔ وہ بیلوں کو پکاتے ہیں تو انہیں کھاتا ہی۔

منڈل ۱۰ سکتہ ۸۶۔ رچہ ۱۳۔ اے برشا کپی کی بی بی۔ تو دولتمند اور صاحب اولاد اور میری خوبصورت بہو ہی تیرے بیلوں کو اندر بھکشن کرے۔ تیری عمدہ لذیذ ہون کی چیزیں وہی بھکشن کرے۔ اندر سب سے بڑا ہی۔

رچہ ۱۴۔ میرے لئے پندرہ بلکہ بیس بیل پکواتے ہیں انہیں کھاکر موٹا ہوتا ہوں۔ میری دونوں کوکھیں پُر ہو جاتی ہیں۔ اندر سب سے بڑھکر ہی۔

منڈل ۱۰ سکتہ ۸۹۔ رچہ ۱۴۔ جس طرح گاؤکشی کے مکان میں گائیں ماری جاتی ہیں۔ اسی طرح تیرے ہتھیار سے دوستوں کے دشمن راکشس مرکز زمین پر گر پڑیں۔ بابو رامیش چندر دت اس رچہ کے نوٹ میں فرماتے ہیں کہ گؤ ہتیا کا دستور خاطرخواہ رائج تھا نہیں تو گؤ ہتیا کے واسطے ایک علیحدہ مکان کا ذکر چہ معنے وارد۔ جب رگوید کے منتر بھاگ سے ہم نے اتنا ثبوت دیا تو ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے کہ برہمنا وغیرہ میں کس قدر زیادہ ثبوت موجود ہونگے۔ گائے گھوڑے۔ بھینس۔ سوئر وغیرہ جانوروں کے گوشت ہمارے قدیم آباؤ اجداد شوق سے تناول فرماتے تھے اس میں ذرہ بھی شک نہیں۔ ہمارے دیانندی اور سناتن دھرمی بھائی اگر تعصب کی پٹی کو آنکھ سے کھولکر اپنے قدیم رشیوں کی معتبر تصانیف کا ملاحظہ فرماویں تو وہ کبھی اس امر کے منکر نہیں ہونگے۔ تواریخ۔ تواریخ ہی ہی۔ تواریخ کی فیلسوفی کے دایرہ میں لاکر اس کو اپنے دل کے مطابق تغیر کرنا ناحق پرستی اور خلاف راستی ہی۔

اب ہم اپنے اصل مضمون پر واپس آتے ہیں۔ رگوید کے زمانہ میں ہندو آریہ جانوروں کا گوشت کھاتے بھی تھے اور دیوتاؤں کے سامنے چڑھاتے بھی تھے لیکن یہہ قربانی کی رسم فقط ایک رسم ہی ہوگئی تھی قربانی اصلی غرض قریباً فراموش ہوگئی تھی۔ حقیقی قربانی میں انسان کی کوئی اپنی خوبی نہیں ہی۔ حقیقی قربانی میں خدا کے مقرر کئے ہوئے کفارہ پر تکیہ کرنا ہی۔ یہی کریا مارگ کی بنیاد ہی۔ آدم اور حوّا اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی انجیر کے پتوں کی لنگیوں سے اپنی شرمندگی کو نہیں ڈھانک سکے خدا نے فقط



صورت میں تبدیل کرتے تھے۔ یعنے قربانی کو اپنا نیک عمل تصور کرنے لگے ؞

واقعات اور رائیں

لودھیانہ کے لوگوں کے لئے یہہ ہفتہ بڑے غم و رنج کا گذرا ہے۔ تین روز میں لگاتار تین موتیں لودھیانہ میں ہوئیں۔

اوّل۔ وکٹوریا ہوم کی میٹرن مسس سالومن کی جوان لڑکی استر جو عمر ۱۶ یا ۱۷ سالہ آگرے کے میڈیکل کالج میں تعلیم پاتی تھی اور بیماری کے سبب کالج کی رخصتوں سے پہلے ہی اپنی والدہ کے پاس آگئی تھی۔ ۹ اگست کی شام کو اس جہان سے رخصت ہوگئیں اور ۱۰ کی صبح کو دفن کی گئیں۔ خداوند مرحوم کے عزیزوں کو خاصکر اُسکی ماں کو تسلی بخشے۔

دوم۔ اُسی دن یعنے ۱۰ اگست کو شام کے ساڑھے چھ بجے کے قریب مسٹر ایم۔ وائلی تیس کلیسیا لودیانہ اور سپرنٹنڈنٹ سنڈے سکول۔ منیجر امریکن مشن پریس کے بھائی مسٹر افرائیم وائلی جو کچھ عرصے سے بیمار تھے فوت ہوگئے۔ اُن کی عمر ۲۹ سال چند مہینے کی تھی۔ یہہ چپ چاپ نیک سیرت خوش مزاج اور خوش خلق دیندار جوان تھے۔ پریس کے متعلق جلدسازی کا کام اُن کے سپرد تھا۔ یہہ اپنے بھائی البرٹ وائلی کی طرح کہ جنکا قریباً چار ماہ ہوئے کہ انتقال ہوگیا خداوند کے جلال کے لئے سرگرم اور غیرتمند تھے۔ سنڈے سکول کے متعلق برسوں سے سیکرٹری کا کام کرتے اور اپنے کارخانے میں ہمیشہ دینی گفتگو کیا کرتے رہتے تھے۔ ہمارے سنڈے سکول کے پیارے سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایم۔ وائلی کو اپنے سبقوں کے متعلق ہر ہفتے تصویر تیار کرنے میں بڑی مدد دیا کرتے تھے۔ ایک ہی گھرانے میں سے چند مہینوں کے اندر دو نوجوانوں کا انتقال کرجانا گھرانے کے لئے بڑا سخت صدمہ ہے۔ مگر شکر کی بات ہے کہ اس گھرانے میں سب کے سب خداوند کو جانتے ہیں اور اُن کو یقین ہے کہ خداوند میں مرنا مبارک ہے اس واسطے ان کا غم بھی تسلی بخش ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خداوند اس گھرانے کو وہ تسلی بخشے کہ جو دنیا نہیں دے سکتی۔ اور ان کو توفیق عنایت کرے کہ اس گھرانے کا ہر ایک شریک پہلے سے کئی درجہ بڑھکر اپنی طاقتوں کو خداوند کے لئے خرچ کرے۔

سوم۔ ابھی مسیحی بھائی اور بہن قبرستان میں سے نکلے ہی تھے کہ خبر ملی کہ مسٹر جوبیل ڈیوڈ جو کرسچن بوائز بورڈنگ سکول میں استاد ہیں کا چھوٹا لڑکا بعمر دو سالہ گذر گیا۔ خداوند ان کو بھی تسلی دیوے +

چند مہینے ہوئے کہ فنلنڈ اور سویڈن سے پانچ اور نئے پادری سکنڈنیویں مشن کے متعلق ہندوستان میں تشریف لائے ہیں اس سے پہلے اس مشن کے گیارہ مشنری موجود ہیں انہوں نے گھوم سکم بک دوارس اور کوچ بہار میں کام کھولا ہے ان کا خاص منشا یہہ ہے کہ تبت اور بھوٹان میں مسیح کے جلال کے لئے مسیح کے نام سے لاماؤں کے زور کو توڑ دیویں۔

اس سال امریکن پرسبی ٹرین مشن کی طرف سے قریباً ۵۸ مشنری امریکہ سے باہر غیر ممالک یعنے افریقہ۔ برازیل۔ چین۔ جاپان۔ کوریا۔ مینا آس۔ سیام۔ مروّس۔ جزایر فلپاین۔ ہندوستان۔ فارس۔ اور سوریا میں بھیجے جاویں گے۔ اُن میں سے ہندوستان کے لئے یہہ ہیں۔ ولیسٹرن انڈیا مشن (کولاپور) کے لئے مس ڈاکٹرس کوپر اور میک آر تھر۔ اور پادری۔ اے۔ ایل۔ ولی اور ان کی میم صاحبہ لودھیانہ مشن کے لئے پادری۔ سی۔ ڈبلیو ہیرس مس ڈاکٹر بلیک اور مسس بوس اور ڈبلڈے۔ خداوند کریم ان مشنریوں کو پولوس اور برنباس کی طرح قوت بالا سے ملبس کرکے سچی مشنری روح بخشے ؛

جاپان کے مشنوں کی ایک کانفرنس

اکتوبر سنہ ۱۹۰۰ء میں ٹاکیو میں ہوگی۔ اس کا پروگرام و مضامین مباحثہ وغیرہ سب کچھ مقرر ہوگئے ہیں۔ آج کل جاپان میں چھ سو مشنری ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ کم سے کم چار سو اس کانفرنس میں ضرور شامل ہوسکیں گے۔ امید ہے کہ جاپان کی موجودہ حالت اور ترقی کا خیال کرکے اس کانفرنس کو بہت ضروری امور پر غور کرنا پڑیگا ؛

یوگنڈہ کے بشپ ٹکر صاحب نے مئی سنہ ۱۸۹۹ء سے ۲۲۱ امیدواروں کو یوگنڈہ کے علاقے میں دورہ کرتے ہوئے بپتسمہ دیا اور ۲۶ فروری کو اوتورو کے بادشاہ اور اسکی ہمشیرہ کو بپتسمہ دیا۔ بڑی خوشی کی بات یہہ ہے کہ یوگنڈہ میں پندرہ دیسی پریسٹ اور ڈیکن ہیں اور سب کی پرورش وہاں کی دیسی کلیسیا سے کی جاتی ہے۔ کیا ہندوستان کے دیسی مسیحی یوگنڈہ کے مسیحیوں سے غریب ہیں؟ علاوہ اسکے سنہ ۱۸۹۹ء میں ان لوگوں کے درمیان ۹۳۲۵ انجیل اور بائبلیں ۸۴۴۵ انجیلوں اور دیگر پاک نوشتوں کے حصے، ۵۲۴ نماز اور گیت کی کتابیں اور ۲۲۵ مسیحی مسافر اور کئی چھوٹی چھوٹی کتابیں فروخت ہوئیں جنکی قیمت ۱۴۳۳ پونڈ ادا ہوئی ؛

؛

اطلاع

اخبار نور افشاں مطبوعہ ۴ اگست ۱۸۹۹ء میں ایک اشتہار بدریافت پتہ مسٹر ایچ۔ بی۔ سلاین۔ جناب پادری عبدالقادر خاں صاحب الہ گنج کی طرف سے دیکھا لہذا مشتہر ہوں کہ بیشک مسٹر ایچ۔ بی۔ لاین۔ اس جگہہ محکمہ نہر میں ملازم ہیں اور معہ اپنے ایک فرزند کے بمقام مادھوپور جس جگہہ سے کہ دوابہ باری کی کل نہروں کا نکاس یعنے (ہیڈ) ہے بعہدہ کلرک مقیم ہیں۔ اگر پادری صاحب موصوف کو اُن سے خط و کتابت کرنی منظور ہو تو کمترین کی معرفت کریں۔ کمترین اُن کے کل خطوط بذریعہ ڈاک نہری مسٹر لاین کے پاس بھیجدیا کریگا۔ والسلام۔

راقم

عمانویل بہادر مسیح کلرک دفتر صاحب اگزکٹو انجنیر بہادر نہر باری دواب۔ ڈویژن اول امرتسر

ہوشیارپور

ڈاکٹر دتا صاحب سول سرجن نے ایڈنبرا یونیورسٹی کا نہ صرف۔ ایم۔ ڈی۔ کا امتحان پاس کرلیا ہے۔ لیکن وہ اپنے مضمون میں اول رہے۔ اور وہ پہلے ہندوستانی ہیں۔ جنہوں نے۔ ایم۔ ڈی۔ کے امتحان میں سونے کا تمغہ حاصل کیا۔ یہہ امر دیسی کلیسیا کے واسطے نہایت ہی عزت کا باعث ہے۔ اور اس پر بٹالہ سکول کو مبارکبادی ہے۔ جس کے طالب علم ڈاکٹر صاحب موصوف تھے۔ اور نارووال کی کلیسیا کو بھی کہ جس جگہہ سے وہ مسیحی ہوئے۔ شاباش بٹالہ اور نارووال

راقم

وارث الدین

---

۲ ضرورت ضرورت ضرورت ۲

ایک تجربہ کار مسیحی استاد کی ضرورت ہے جو کہ پنجاب کی مڈل جماعتوں کو حسب دلخواہ تعلیم دے سکے۔ علاوہ انگریزی کے معقول لیاقت فارسی کی ضروری ہے مشاہرہ للعہ ۲۳ روپیہ تک ہو سکتا ہے۔ درخواستیں معہ نقول اسناد ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

ڈاکٹر جان۔ ہوائیٹ ہاؤس۔ ایم۔ بی۔ سی۔ ایم۔ مشن ہاؤس الور (راجپوتانہ)

گرمی کی شدت

گرمی موسم سے ہر پیر و جواں
نوجوان و شیرخوار و صبیاں
کہہ رہے ہیں الاماں والاماں
ہائے وہ جاڑے کا موسم ہے کہاں
آب خنک اور تیز بادِ سرد کا
ہائے اب کچھ بھی نہیں ملتا پتا
ہیں پسینے سے سبھی حیوان تر
طائروں کے بھیگتے ہیں بال و پر
ٹیلے سبقت لے گئے میدان پر
گھٹ گئی میدان کی شان و قدر
گرمیٔ موسم نے گرمی چاہ کی
عاشقوں کے دل میں کچھ رہنے نہ دی
جا گھسے گھر میں پرندے آج کل
چلدئے گھر کو ہیں مجبر آج کل
چلدئے گرمی سے اکثر آج کل
کوہ پر پہنچے ہیں دفتر آج کل
ہائے گرمی ہائے گرمی کی صدا
آرہی ہر اک زباں سے برملا
کرلیا غربت نے ہر اک کو اسیر
کردیا غربت نے ہر شی کو حقیر
برف کی دنیا میں ہے اب دار و گیر
برف پر عاشق ہوا برنا و پیر
تشنہ ہوں میں ای یسوع ناصری
شاد کو دے بخش آبِ زندگی

راقم

دینا ناتھ شاد ؔ

لودیانہ

دستورالعمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ	[illegible]
قیمت دو کاپی کی ایک ہی شخص کے نام پر معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
قیمت تین کاپی یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر معہ ضمیمہ و محصول فی کاپی	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]
طالبعلموں کے لئے جو ہیڈ ماسٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی معرفت درخواست کریں معہ محصول و ضمیمہ	[illegible]
بغیر ضمیمہ	[illegible]

لودیانہ

پیدائش مسلمان ۱۷۔ ہندو ۱۵۔ کل ۳۲۔
اموات مسلمان ۱۹۔ ہندو ۸۔ عیسائی ۳۔ کل ۳۰۔
ازابتدائے ۶ اگست سنہ ۹۹ء
لغایت ۱۲ اگست سنہ ۹۹ء ؁

پادری ای۔ ایم۔ ویری صاحب ڈی۔ ڈی۔ اڈیٹر و منیجر اخبار نور افشاں کیواسطے۔ امریکن مشن پریس لودیانہ میں۔ ایم۔ سوائلی۔ کے اہتمام سے چھپا ؁